جماعتِ اسلامی کی تشکیل

جو کچھ عرض کیا جا چکا ہے اُس سے تین حقیقتیں پوری طرح واضح ہو جاتی ہیں:

ایک یہ کہ اسلام کا مقصد زندگی کے فاسد نظام کو بالکل بنیادی طور پر بدل دینا ہے،

دوسرے یہ کہ یہ کلّی و اساسی تغیر صرف اُسی طریق پر ممکن ہے جو انبیاء علیہم السلام نے اختیار کیا تھا،

تیسرے یہ کہ مسلمانوں میں اب تک جو کچھ ہوتا رہا ہے اور جو کچھ اب ہو رہا ہے وہ نہ اس مقصد کے لیے ہے اور نہ اس طریقہ پر ہے۔

اس توضیح کے بعد بلا کسی تمہید کے یہ کہا جا سکتا ہے کہ اب ایک ایسی جماعت کی ضرورت ہے جو صحیح معنوں میں "جماعتِ اسلامی" ہو اور اسلامی نصب العین کے لیے اسلامی طریق پر کام کرے۔

ایسی ایک جماعت کی تشکیل کس طرح ہو اور اُس کا ابتدائی پروگرام کیا ہو؟ ان دونوں سوالات پر بھی میں گذشتہ صفحات میں کافی روشنی ڈال چکا ہوں۔ خصوصاً میرا مضمون "اسلامی حکومت کس طرح قائم ہوتی ہے" تو انہی دو سوالوں کے جواب پر مشتمل ہے۔ لیکن عام طور پر دماغ اِن چیزوں سے اس قدر اجنبی

ہو چکے ہیں کہ سب کچھ سننے کے بعد کہتے ہیں "پروگرام لاؤ" گویا جو کچھ کہا گیا ہے اُس میں کوئی پروگرام تھا ہی نہیں ہے
اسلیے یہاں جماعتِ اسلامی کے طریق تشکیل کو پوری طرح کھول کر دفعہ وار بیان کیا جاتا ہے۔ اسکے بعد
اگر موجودہ پارٹیوں میں سے کوئی پارٹی اپنے دستور العمل اور پروگرام کو اس نقشہ کے مطابق تبدیل کرنے تو نہایت
خوشی کی بات ہوگی، ورنہ ایک نئی جماعت بنانے کے سوا کوئی چارہ نہیں:

(۱) جماعت اسلامی میں کوئی شخص محض اس مفروضہ پر شامل نہیں ہو سکتا کہ جب وہ مسلمان گھر میں پیدا ہوا ہے اور اس کا نام مسلمانوں کا سا ہے تو ضرور مسلمان ہوگا۔ اسی طرح کوئی شخص کلمۂ طیبہ کے الفاظ کو بے سمجھے بوجھے محض زبان سے ادا کر کے بھی اس جماعت میں نہیں آسکتا۔ اس دائرے میں آنے کے لیے شرط لازم یہ ہے کہ آدمی کو کلمۂ طیبہ کے معنی و مفہوم کا علم ہو، وہ جانتا ہو کہ اس کلمہ میں نفی کس چیز کی ہے اور اثبات کس چیز کا، اور اس نفی و اثبات کی شہادت دینے سے اُس پر کیا ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں، اور یہ شہادت اُسکے طرز خیال و طرز زندگی میں کس قسم کے تغیر کا تقاضا کرتی ہے۔ یہ سب کچھ جاننے اور سمجھنے کے بعد جو شخص اشھد ان لا الٰہ الا اللہ واشھد ان محمداً رسول اللہ کہنے کی جرأت کرے صرف وہی جماعت اسلامی میں داخل ہو سکتا ہے، خواہ وہ پیدائشی غیر مسلم ہو اور ابتداءً یہ شہادت ادا کرے، یا پیدائشی مسلمان ہو اور ازسرِ نو ایمان لائے۔

پیدائشی مسلمانوں کے کسی بڑے مجمع میں جوشیلی تقریر کے بعد لوگوں سے شہادت کا مطالبہ کرنا صحیح طریقہ نہیں ہے، کیونکہ دینِ آبائی سے جو روایتی دلچسپی اُنکے اندر موجود ہے اسکی بنا پر وہ کسی احساس ذمہ داری کے بغیر بلا تامل کلمہ پڑھ دینگے۔ صحیح طریقہ یہ ہے کہ فرداً فرداً انکے سامنے کلمہ کے مفہوم کو اسکی ذمہ داریوں اور مقتضیات کے ساتھ پیش کیا جائے، اور جب وہ سوچ سمجھ کر شہادت ادا کریں تب انہیں جماعت میں داخل کیا جائے۔

کلمۂ شہادت کے سوا اس جماعت میں داخل ہونے کے لیے کوئی داخلہ کی فیس یا رکنیت کی فیس نہیں ہے۔

(۲) ادائے شہادت کے بعد فوری تغیر جو ایک شخص کو اپنی زندگی میں کرنا ہوگا وہ یہ ہے:

(الف) فرائض کو اُنکی شرعی پابندیوں کے ساتھ ادا کرے،

(ب) کبائر سے اجتناب کرے اور اگر نادانستہ کسی کبیرہ کا مرتکب ہو جائے تو اس سے توبہ کرے،

(ج) اگر وہ کوئی ایسا ذریعۂ معاش رکھتا ہو جو معصیت فاحشہ کی تعریف میں آتا ہے، مثلاً سود، شراب، زنا، رقص و سرود، شہادت زور، رشوت، خیانت، قمار، قتال فی غیر سبیل اللہ وغیرہ تو اسکو ترک کر دے بلا اس لحاظ کے کہ اسکے ترک کرنے میں کتنا ہی نقصان ہو، اور اگر اسکی معاش میں ان وسائل کا کوئی حصہ ہو تو وہ اس حصہ سے اپنی معیشت کو پاک کرے،

(د) اگر اسکے قبضہ میں ایسا مال (یا جائداد) ہو جو حرام طریقہ سے آیا ہو، یا جس میں حق داروں کے تلف کردہ حقوق شامل ہوں تو اس سے فوراً دست بردار ہو جائے اور اہلِ حقوق کو انکے حق پہنچا دے،

(ھ) اگر وہ کسی مجلسِ قانون ساز کا رکن ہو تو اس سے مستعفی ہو جائے کیونکہ قانون سازی صرف خدا کا منصب ہے اور انسان کا قانون ساز بننا خدائی کے دعوے کو متضمن ہے۔

(و) اگر وہ کسی غیر الٰہی نظام کی طرف سے خطاب رکھتا ہو تو اسکو واپس کر دے اور اُن وفاداریوں اور نیاز مندیوں سے باز آئے جنکی بدولت اس نے خطاب پایا تھا، یا جنکو اب خطاب یافتہ ہونے کی وجہ سے نباہنا پڑتا ہے۔

(ز) کسی غیر الٰہی نظام عدالت میں اپنا مقدمہ نہ لے جائے خواہ اس پابندی سے اسکو کتنا ہی ضرر پہنچتا ہو (البتہ اگر کوئی دوسرا شخص اسکو کسی مقدمہ میں گھسیٹ لے تو جائز طریقہ سے اپنی مدافعت کر سکتا ہے نہ اس حیثیت سے کہ یہ نظام عدالت برحق ہے بلکہ اس حیثیت سے کہ جب درندہ اس پر حملہ آور ہوا ہے تو اسے دفع کرنا ہے)

یہ تغیرات جس شخص کی زندگی میں فوراً رونما نہ ہوں اسکے متعلق یہ سمجھا جائیگا کہ وہ کلمۂ شہادت ادا کرنے میں صادق نہ تھا اور اس بنا پر وہ جماعت میں نہ لیا جائیگا یا لیا جا چکا ہے تو خارج کیا جائیگا۔

(۳) ادائے شہادت کے بعد بتدریج جو تغیرات ہر شخص کو اپنی زندگی میں کرنے ہونگے وہ یہ ہیں:

(الف) دین کا کم از کم اتنا علم حاصل کر لینا کہ اسلام اور جاہلیت کا فرق معلوم ہو اور حدود اللہ سے واقفیت حاصل ہو جائے (ب) تمام معاملات میں اپنے نقطۂ نظر، طرز خیال اور طرز عمل کو ہدایت الٰہی کے مطابق ڈھالنا، اپنی زندگی کے مقصد، اپنی پسند اور قدر کے معیار، اور اپنی وفاداریوں کے محور کو تبدیل کر کے رضائے الٰہی کے موافق بنانا، اور اپنی خودسری و نفس پرستی کے بت کو توڑ کر تابع امر رب بن جانا (ج) اُن تمام رسوم جاہلیت سے اپنی زندگی کو پاک کرنا جو کتاب اللہ وسنت رسول اللہ کے خلاف ہوں، (د) تمام اُن تعصبات اور دلچسپیوں سے اپنے قلب کو، اور اُن مشاغل اور جھگڑوں اور بحثوں سے اپنی زندگی کو پاک کرنا جنکی بنا نفسانیت یا دنیا پرستی پر ہو اور جنکی کوئی اہمیت دین میں نہ ہو (ہ) فاسقین و فجار اور خدا سے غافل لوگوں سے ربط و تعلق توڑنا اور صالحین سے ربط قائم کرنا، (و) اُن تمام اداروں سے تعلق منقطع کرنا جو جاہلیت کی خدمت کرتے ہوں اور جنکا مقصد حاکمیت رب العالمین کے قیام و اثبات کے سوا کچھ اور ہو، (ایسے اداروں کے ساتھ وقتی ضروریات کے لحاظ سے تعاون یا صلح و موادعت کے معاملات کیے جا سکتے ہیں، مگر یہ افراد کا کام نہیں جماعت کا کام ہے۔ کوئی مسلمان انفرادی طور پر ایسے کسی ادارے کا جزء نہیں بن سکتا) (ز) اپنے معاملات کو راستی، عدل، خداترسی، اور بے لاگ حق پرستی پر قائم کرنا، (ح) اپنی دوڑ دھوپ اور سعی و جہد کو قیام دین حق کے نصب العین پر مرتکز کر دینا اور اپنی ضروریات زندگی کے ماسوا اُن تمام مصروفیتوں سے دست کش ہو جانا جو اس نصب العین کی طرف نہ لے جاتی ہوں۔

ضروری نہیں کہ یہ تغیرات تمام اشخاص میں کمال درجہ پر ہوں، مگر ہر شخص کو اس باب میں اپنی تکمیل کی کوشش کرنی ہوگی کیونکہ انہی تغیرات کے اعتبار سے ناقص یا کامل ہونے پر جماعت اسلامی میں آدمی کے مرتبے کا تعین ہوگا۔

(۴) جو لوگ غیر الٰہی نظام حکومت کو چلانے میں آلہ کی حیثیت سے کام کرتے ہیں یا غیر الٰہی قانون کے اجراء میں مددگار بنتے ہیں انکی تین حیثیتیں ہیں:

اگر وہ اپنے اس کام پر خوش اور مطمئن ہیں اور اپنے اس کسب کو حلال و طیب سمجھتے ہیں اور اسی راہ میں ترقی

درجات کے متمنی ہیں تو انکے لیے اس دائرے میں کوئی جگہ نہیں۔

اگر وہ اس نظام کو غلط اور اپنے کسب کو حرام سمجھتے ہیں، مگر اعتراف گناہ کے باوجود اسکو محض ضعفِ ایمانی کی وجہ سے ترک نہیں کر سکتے تو وہ جماعت اسلامی کے طبقۂ سوم میں (جسکی تشریح آگے آتی ہے) داخل ہو سکتے ہیں۔

اگر وہ محض اس مجبوری سے اس نظام میں منسلک رہیں کہ کوئی دوسرا ذریعۂ زندگی نہیں پاتے، اور نیک نیتی کے ساتھ اس بات کے لیے تیار ہوں کہ دوسرا ذریعہ پاتے ہی اسے ترک کر دینگے تو وہ جماعت اسلامی کے درجہ دوم میں (جسکی تشریح آگے آتی ہے) داخل ہو سکتے ہیں۔

یہ واضح رہے کہ غیر الٰہی نظام اطاعت کے ایک جزء اور دوسرے جزء میں کوئی فرق نہیں۔ اُسکے جو اجزاء بظاہر بالکل معصوم نظر آتے ہیں وہ بھی اُسی قدر ناپاک ہیں جسقدر دوسرے غیر معصوم اجزاء۔ نیز جو غیر الٰہی نظام اطاعت مسلمانوں کی خداوندی میں چل رہا ہے وہ بھی اپنے تمام اجزاء سمیت اسی حکم میں ہے۔ مسلمان کی خداوندی اُسکو ہرگز کوئی سندِ طہارت عطا نہیں کرتی۔

(۵) جہاں ایک شخص متذکرہ صدر طریقہ پر ایمان لائے، اسکے لیے لازم ہے کہ ایک طرف اپنے حلقۂ تعارف میں دوسرے مردوں اور عورتوں کو دعوتِ ایمان دے، اور دوسری طرف اپنی بستی میں ان لوگوں کو تلاش کرے جو اسکی طرح ایمان لائے ہوں۔ پھر جہاں ایسے دو آدمی بھی مل جائیں وہاں انکو عارضی طور پر جماعتی ہیئت بنا لینی چاہیے، اس نیت کے ساتھ کہ جب بڑی جماعت بننے کی نوبت آئے یا انکو معلوم ہو کہ مرکزی جماعت بن گئی ہے تو وہ بلا تامل اس میں شامل ہو جائیں۔ (اس قسم کی چھوٹی چھوٹی جماعتوں کا اپنی مستقل امارتوں کے جھنڈے بلند کرنا اور اپنے علحدہ وجود کو باقی رکھنے پر اصرار کرنا انکے صدقِ ایمانی کا نہیں بلکہ انکی نفسانیت کا ثبوت ہوگا)

(۶) جو لوگ نظام جماعت میں شامل ہوں انکو انکے حالات کے لحاظ سے ابتداءً تین طبقوں میں منقسم کیا جائیگا:

ایسے اشخاص جو تن من دھن سے جماعت میں شریک ہوں، جو اسلامی نصب العین کے حصول کی جدوجہد میں ہر قربانی کے لیے تیار رہوں، جو اپنے آپکو بلا کسی استحفاظ و استثناء کے اس طرح جماعت کے حوالہ کریں کہ جب انکو پکارا جائے لبیک کہیں، جو خدمت انکے سپرد کی جائے انجام دیں، اور جان، مال، اولاد، عزیز، اقارب، دوست غرض کسی چیز کو بھی مقصدِ اسلامی سے

زیادہ عزیز نہ رکھیں، وہ صفِ اول کے لوگ ہونگے، جماعت کا اصل کارکن و کارفرما عنصر وہی ہونگے، اور رہنمائی و سربراہ کاری انہی کے ہاتھ میں ہوگی۔

وہ لوگ جو اپنے آپکو بالکلیہ وقف کرنیکی طاقت نہ رکھتے ہوں اور نہ خطرات اور قربانیوں کا پورا بار اٹھا سکتے ہوں، مگر اپنی وقت اپنے مال اور اپنی قوتوں کا ایک حصہ اپنے نفس کی خدمت سے بچا کر راہِ خدا میں دینے کے لیے تیار رہیں، وہ طبقۂ دوم میں شمار ہونگے بشرطیکہ اپنی شخصی زندگی کی حد تک احکام دین کی پوری اطاعت کریں، اُن وسائل کسبِ رزق اور اُن مشاغل سے مجتنب رہیں جو براہِ راست دینِ حق کے خلاف ہیں، اور صدق دل سے جماعت اسلامی کے خیر خواہ و وفادار رہیں۔ جماعت کیطرف سے انکے سپرد وہی خدمات کی جائینگی جنکو وہ خود بخوشی قبول کریں۔ ذمہ داری کا کوئی منصب انکے سپرد نہ کیا جائیگا۔ اور جماعتی مشوروں میں وہ شریک ہو سکینگے۔

جو لوگ کلمۂ اسلام پر اصولی حیثیت سے ایمان لائیں اور شخصی زندگی کی حد تک احکام شرعی کی پابندی بھی قبول کریں، مگر غیر الٰہی نظام سے انکے جو مفاد وابستہ ہیں اُنکا نقصان گوارا نہ کر سکیں وہ طبقۂ سوم میں داخل ہونگے اور انکا شمار صرف ہمدردوں میں ہوگا۔ بشرطیکہ وہ دوسری وفاداریوں پر خدا کی وفاداری کو مقدم رکھیں، غیر الٰہی نظام میں ترقی و درجات کے لیے کوشاں ہوں، اور جماعت اسلامی کو ہر جائز امکانی طریقہ سے مدد دیں۔ جماعتی مشوروں میں وہ صرف اُس حد تک شریک ہو سکتے ہیں جس حد تک جماعت کو انکے خلوص پر اعتماد ہو۔ طبقات کی یہ تقسیم تمام اشخاص کے حق میں دائمی و ابدی نہ ہوگی بلکہ شخصی حالات کے تغیر و تبدل کے ساتھ بدلتی رہیگی۔ ہو سکتا ہے کہ کبھی طبقۂ سوم کے ایک شخص کی حالت بدل جائے اور وہ طبقۂ اول میں آجائے اور علیٰ ھذا القیاس اسکے برعکس۔

(۷) اس جماعت کا ابتدائی پروگرام اسکے سوا کچھ نہیں ہے کہ ایکطرف اس میں شامل ہونے والے افراد اپنے نفس اور اپنی زندگی کا تزکیہ کریں، اور دوسری طرف جماعت سے باہر جو لوگ ہیں (خواہ وہ قومی مسلمان ہوں یا غیر مسلم) انکو بالعموم حاکمیت غیر اللہ کا انکار کرنے اور حاکمیت رب العالمین کو تسلیم کرنیکی دعوت دیں۔ اس دعوت کی راہ میں جبتک کوئی قوت حائل نہ ہو، انکو بھی اس سے چھیڑ چھاڑ کی ضرورت نہیں۔ اور جب کوئی قوت حائل ہو، خواہ وہ کوئی قوت ہو، تو ان کو اس کے علی الرغم اپنے عقیدہ کی تبلیغ کرنی ہوگی اور اس تبلیغ میں جو مصائب بھی پیش آئیں ان کا مردانہ وار مقابلہ کرنا ہوگا۔

بعد کے مراحل کے متعلق اس وقت کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ جیسے حالات پیش آئینگے انہی کے لحاظ سے قدم اٹھایا جائیگا۔ البتہ لوگوں کو یہ سمجھ لینا چاہیے کہ ایک مضبوط جمے ہوئے اور زمین پر چھائے ہوئے دین کو اکھاڑ کر دوسرے دین کو قائم کرنا بہرحال آسان کام نہیں ہے۔ اس میں جان، مال اور ہر چیز کا زیاں ہے، لہذا وہی لوگ آگے بڑھیں جو تمام فائدوں اور آسائشوں کی قربانی اور تمام نقصانات کی برداشت کے لیے تیار ہوں۔